Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون ۶۹۴

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم بدھ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۶ / ۳۱ | ۱۳ صفر ۱۳۹۷ھ ۲ تبلیغ ۱۳۵۶ہش ۲ فروری ۱۹۷۷ء | نمبر ۲۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲ تبلیغ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے، ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

ربوہ ۲ تبلیغ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ:۔

بے چینی اور ضعف کی تکلیف زیادہ ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو کامل شفا عطا فرمائے اور آپ کے مبارک اور قیمتی وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

میری والدہ صاحبہ محترمہ کنری (سندھ) میں بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے التماس ہے کہ وہ ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کر کے ممنون فرمائیں۔

(حیدر علی ظفر مبلغِ اسلام ہمبرگ مغربی جرمنی)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

"صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" ایک طوعی چندہ تھا۔ ہر مخلص احمدی کو اختیار تھا کہ وہ غلبۂ اسلام کی اس مہم کی ضرورت اور اپنی توفیق کے مطابق اس تحریک میں وعدہ لکھوائے۔ لیکن جب آپ نے وعدہ لکھوا دیا تو یہ چندہ آپ کے لئے لازمی چندہ بن گیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کا وعدہ بڑا پختہ ہوتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ وعدوں کا ۳/۱۵ ۲۸ فروری ۱۹۷۷ء تک ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ (سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

ضروری اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض مصروفیات کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے ۵ فروری سے ۱۴ فروری تک ملاقاتیں نہیں ہوں گی۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت میں بسر ہو

دین سے غافل کرنے والا عیش و آرام بھی ایک قسم کا عذاب ہی ہوتا ہے

"میری حالت جو ہے وہ خداوند کریم خوب جانتا ہے۔ اس نے مجھ پر کامل طور پر اپنی برکتیں نازل کی ہیں اور اتباعِ نبوی میں ایک گرم جوشِ فطرت بخش کر مجھے بھیجا ہے کہ تا حقیقی متابعت کی راہیں لوگوں کو سکھلاؤں اور ان کو اس علمی و عملی ظلمت سے باہر نکالوں جو بوجہ کم توجہی ان پر محیط ہو رہی ہے ... مَیں اس مولیٰ کریم کا اس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اس نے ایمانی جوش اسلام کی اشاعت میں مجھ کو اس قدر بخشا ہے کہ اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں۔ اگرچہ مَیں اس دنیا کے لوگوں سے تمام امیدیں قطع کر چکا ہوں مگر خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ہیں۔ سو مَیں جانتا ہوں کہ اگرچہ مَیں اکیلا ہوں مگر پھر بھی مَیں اکیلا نہیں۔ وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں۔ اسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجا لاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق و صدق تمام تر انجام دوں۔ اس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے مَیں رک نہیں سکتا اور نہ نعوذ باللہ اس کے الہامی احکام کو بنظرِ استخفاف دیکھ سکتا ہوں بلکہ ان مقدس حکموں کی نہایت تکریم کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اِسی خدمت میں صرف ہو اور در حقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو ورنہ اگر انسان ساری دنیا کا بھی مالک ہو جائے اور اس قدر وسعتِ معاش حاصل ہو کہ تمام سامان عیش کے جو دنیا میں ایک شہنشاہ کے لئے ممکن ہیں وہ سب عیش اسے حاصل ہوں پھر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم عذاب کی ہے جس کی تلخیاں کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کھلتی ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۴ تا صفحہ ۳۶)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبد الحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ر تبلیغ ۱۳۵۶ ہش
۲ر فروری ۱۹۷۷ء

ہدایت پانے کے تین علیحدہ علیحدہ ذرائع

کسی قوم میں مامور من اللہ کا مبعوث ہونا اس قوم کے حق میں ایک بہت بڑا انعام ہوتا ہے۔ لیکن بیک وقت تمام لوگ نہ اُس انعام کو انعام سمجھتے ہیں اور نہ اُس کی قدر کرتے ہیں بلکہ بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں جو اس عظیم الشان انعام کو انعام سمجھتے ہوئے اس کی قدر کرتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی فطری سعادت کی وجہ سے مامور من اللہ پر اوائل ہی میں ایمان لے آتے ہیں۔ ایک خاص تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو یکدم تو ایمان نہیں لاتے لیکن وہ مخالفت بھی نہیں کرتے بلکہ اِس بات کے انتظار میں رہتے ہیں کہ ان پر کسی برہانِ یقینی یا نشان نمائی کے ذریعہ مامور من اللہ کی صداقت آشکار ہو گئی تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ ان دو قسم کے لوگوں کو چھوڑ کر اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو نہ صرف یہ کہ مامور من اللہ کی تکذیب کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر اسے اس کے مشن میں ناکام کرنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کو جو فطری سعادت کی وجہ سے مامور من اللہ پر یکدم ایمان لے آتے ہیں سَابِقٌ بِالْخَیْرَات قرار دیا ہے۔ جو لوگ نہ ایمان لاتے ہیں اور نہ مخالفت پر ہی آمادہ ہوتے ہیں انہیں اس نے مقتصد گردانا ہے۔ اور جو لوگ تکذیب کے مرتکب ہو کر مخالفت پر اُتر آتے ہیں انہیں اُس نے ظالم ٹھہرایا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انہیں تین قسم کے لوگوں سے واسطہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اِن تینوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا:۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۞ (فاطر آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ پھر (حقیقت یہ ہے کہ) ہم نے اپنی کتاب کا (ہمیشہ) انہی لوگوں کو وارث بنایا ہے جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا (۱) پس ان میں سے کوئی آدمی تو ایسا ثابت ہوا جو اپنی جان پر انتہائی ظلم کرنے والا تھا (۲) اور کوئی ان میں سے ایسا نکلا جو درمیانی چال چلنے والا تھا اور (۳) کوئی کوئی ایسا نکلا جو نیکیوں میں اللہ کے حکم سے دوسروں سے آگے بڑھنے والا تھا۔ یہ (اللہ کا) بڑا فضل ہے۔

اِن تینوں قِسم کے (یعنی سابق بالخیرات، مقتصد، اور ظالم) لوگوں کی ہدایت یابی کے لئے اللہ تعالیٰ نے علیحدہ علیحدہ ذریعے مقرر کئے ہیں۔ ان تینوں ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اوّل درجے کے لوگ تو سابق بالخیرات ہوتے ہیں جن کو دلائل اور معجزات کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ وہ ایسے صاف دل اور سعید ہوتے ہیں کہ مامور کے چہرہ ہی کو دیکھ کر اس کی صداقت کے قائل ہو جاتے ہیں اور اُس کے دعوے ہی کو سُن کر اس کو برنگِ دلیل سمجھ لیتے ہیں۔ ان کی عقل ایسی لطیف واقع ہوئی ہوتی ہے کہ وہ انبیاء کی ظاہری صورت اور ان کی باتوں کو سُن کر قبول کر لیتے ہیں۔

دوسرے درجہ کے لوگ مقتصدین کہلاتے ہیں جو ہوتے تو سعید ہیں مگر ان کو دلائل کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ شہادت سے مانتے ہیں۔

تیسرے درجہ کے لوگ ظالمین ہیں ان کی طبیعت اور فطرت کچھ ایسی وضع پر واقع ہوتی ہے کہ وہ بجز مار کھانے اور سختی کے مانتے ہی نہیں... جیسے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کبھی طاعون سے اور کبھی زلزلہ سے ہلاک ہوئے اور دوسروں کے لئے عبرت گاہ بنے۔ یہ ایک قسم کا جبر ہے جو اس تیسری قسم کے لئے خدا تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے اور سلسلۂ نبوت میں یہ لازمی طور پر پایا جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم ص ۲۱۹، ۲۲۰)

چنانچہ دیگر مامورینِ الٰہی کی طرح افضل الرسل، خاتم الانبیاء حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں بھی تینوں قسم کے لوگ موجود تھے اور آپؐ کے زمانہ میں بھی تینوں قِسم کے لوگوں نے تین علیحدہ علیحدہ ذریعوں سے ہدایت پائی۔ صاف دل اور سعید لوگوں کیلئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی زیارت ہی ہدایت کا ذریعہ بن گئی۔ انہوں نے نہ کوئی دلیل مانگی اور نہ کسی قسم کے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ بہت تھے جو دلائل سُن کر اور معجزات مشاہدہ کر کے ایمان لائے۔ باقی سب اللہ تعالیٰ کے زور آور حملوں کا نشانہ بننے کے بعد ہی لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے عفوِ عام کے نتیجہ میں راہِ راست پر آئے۔ الغرض لوگوں نے جو سابق بالخیرات، مقتصد اور ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ کے تین علیحدہ علیحدہ زمروں میں بٹے ہوئے تھے اپنے اپنے زمرہ کے لئے مقرر شدہ تین علیحدہ علیحدہ ذریعوں سے ہدایت پائی۔ ہدایت یابی کے یہ تین ذرائع اُس وقت سے ہی مقررہ شدہ تھے جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعثتِ مامورین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ (فاطر آیت ۴۴)

عِلم وعمل کی باتیں

آؤ یارو عظمتِ انسان کی باتیں کریں
معرفت کی، علم کی، عرفان کی باتیں کریں

بانئ دینِ ہدیٰ حضرت محمّد مصطفےٰؐ
آپؐ کے احکام اور فرمان کی باتیں کریں

حاملِ خُلقِ عظیم آں صاحبِ صدق و یقیں
آؤ ان کے حُسن اور احسان کی باتیں کریں

سیّد الکونین ختم المرسلیں خیر البشرؐ
ان کے جاری چشمۂ فیضان کی باتیں کریں

مہدئ موعودؑ پھر اَوجِ ثریّا سے جسے
لائے تھے واپس ہم اس قرآن کی باتیں کریں

منبعِ علم و عمل اور چشمۂ نُورِ ہدیٰ
آؤ فرقانِ عظیم الشّان کی باتیں کریں

معرفت کے پھول کھلتے ہیں اسی کے فیض سے
نکہتِ گل سُنبل و ریحان کی باتیں کریں

دین کو دُنیا پہ رکھیں گے مقدّم کچھ بھی ہو
ہم نے جو باندھا تھا اُس پیمان کی باتیں کریں

یاد ہے ہم کو اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ
اپنے مولا کے ہم اس فرمان کی باتیں کریں

ہم نے خود دیکھا ہے اُس کی کبریائی کا ظہور
اُس کے رحم و فضلِ بے پایان کی باتیں کریں

وقف کر دیں اپنی ساری عاجزانہ کوششیں
غلبۂ اسلام کے سامان کی باتیں کریں

ہم محبّت کے چراغوں سے جلائیں گے چراغ
چہرۂ گیتی سے دھو ڈالیں گے سب ظلمت کے داغ

محمد اسمٰعیل نادر قریشی
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت راشدہ پر اہم اعتراضات اور اُنکے جوابات

محترم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ

(۲)

پہلا اعتراض

قرآن کریم میں تو اجتماعی خلافت کا وعدہ ہے شخصی خلافت کہاں سے آ گئی ۔

خلافت راشدہ کے نظام پر پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آیت استخلاف جس پر خلافت راشدہ کی بنیاد ہے اس میں تو سب صیغے جمع کے استعمال کئے گئے ہیں فرمایا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خدا ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لائے یہ جمع کا صیغہ ہے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ بھی جمع کا صیغہ ہے اسی طرح وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ اور وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا میں بھی جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ آیت استخلاف میں اجتماعی اور جمہوری خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے نہ کہ فردی اور شخصی خلافت کا۔ یہ اعتراض کرنے کے بعد معترضین کہتے ہیں کہ آپ لوگ خلافت راشدہ کے نظام میں فرد واحد کی خلافت کو تسلیم کرتے ہیں۔

قومی وعدے افراد کے ذریعہ پورے ہوتے ہیں

لیکن یہ اعتراض محض قرآن کریم کے محاورہ سے عدم واقفیت اور اس سنت الٰہیہ سے بے خبری کے باعث پیدا ہوتا ہے جو قدیم سے جاری ہے ورنہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ وعدہ قوم سے کیا جاتا ہے لیکن اس کی تکمیل فرد یا افراد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۔

(سورۃ مائدہ آیت ۲۱)

کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے ان میں نبی مبعوث فرمائے اور اس نعمت کو بھی یاد رکھو کہ جعلکم ملوکا کہ تم سب کو بادشاہ بنا دیا۔ اب یہاں صاف صاف فرمایا کہ اے قوم یہود تم کو خدا تعالیٰ نے بادشاہ بنایا حالانکہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہود میں ہزاروں بے کس بے بس اور غرباء و فقراء بھی موجود تھے ایک وقت میں ان میں ایک ہی بادشاہ ہوتا تھا یہ کہیں پتہ نہیں لگتا کہ ایک ایک وقت میں سارے ہی افراد بادشاہ تھے یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ وعدہ بے شک قوم سے ہوتا ہے مگر قوم سے وعدہ کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ قوم کے ہر فرد کو وہ نعمت دی جاتی ہے۔ اور اس طرح قوم سے جو وعدہ کیا گیا تھا اس کے متعلق تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ وہ پورا ہو گیا۔

آنحضرتؐ اور صحابہ کا فیصلہ

اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو یہ وصیت کی

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ
وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ
وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴)

کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ بات کو توجہ سے سنا کرو اور فرمانبرداری کو اپنا وطیرہ بناؤ اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام کو ہی امیر بنایا جائے یہاں بھی فرد واحد مخاطب ہے جسے امارت کے منصب پر فائز کیا جائے اور فرد واحد کی ہی بات کو غور سے سننے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی آپ نے وصیت فرمائی ہے گویا امیر ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے ۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی یہی سمجھتے تھے کہ آیت استخلاف میں جو وعدہ خلافت کا امت مسلمہ سے ہے وہ افراد کے ذریعہ ہی پورا ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے انتخاب پر جب انصار اور مہاجرین میں بحث و تمحیص ہوئی اور انصار کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی کہ

مِنَّا اَمِیْرٌ وَّمِنْکُمْ اَمِیْرٌ

(تاریخ طبری کا حصہ دوم بخاری جلد ۲)

ایک امیر انصار میں سے مقرر کر لیا جائے اور ایک مہاجرین میں سے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام نے اس تجویز کی شدت سے مخالفت کی اور کہا کہ "ایک نیام میں دو تلواریں جمع نہیں ہو سکتیں" اور کتب تاریخ و سیر میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ ایک وقت میں دو امیروں کا ہونا جائز نہیں۔ آخر سب موجود صحابہ پورے غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد اتفاق رائے سے اس فیصلہ پر پہنچے کہ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ ہو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انصار اور مہاجرین کے اتفاق رائے سے منصب خلافت پر فائز ہو گئے۔ پس صحابہ کا یہ اجماع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آیت استخلاف کی رو سے اس عقیدہ اور ایمان پر قائم تھے کہ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ ہونا چاہیئے اور وہ ایک سے زائد افراد کو خلافت کا منصب سپرد کرنا درست نہیں سمجھتے تھے نہ یہ کہ کسی بورڈ یا انجمن یا پارلیمنٹ کی خلافت کو آیت استخلاف کا مصداق سمجھا جائے۔

آیت استخلاف فردی خلافت کا ثبوت ہے :- پھر آیت استخلاف میں ہی اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا جواب ایک اور رنگ میں دیا ہے۔ اور بڑا زبردست جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امت مسلمہ میں بھی اسی طرح کے خلفاء مقرر کئے جائیں گے جس طرح کہ پہلے لوگوں میں بنائے گئے تھے آیت میں ہے کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اگر پہلی امتوں میں نبیوں کے بعد انجمنیں خلیفہ بنتی تھیں یا ایک سے زائد آدمیوں کی کمیٹیاں خلیفہ بنتی تھیں تو اب بھی انجمنیں یا کمیٹیاں ہی خلیفہ بنیں گی اور اگر پہلی قوموں میں شخص واحد ہی نبی کا جانشین اور خلیفہ ہوتا تھا تو اب بھی شخص واحد ہی جانشین اور خلیفہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ یوشع بن نون اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی ایک ہی شخص خلیفہ ہوا جنہیں انجیل پطرس کے نام سے یاد کرتی ہے۔ پس آیت کا یہ حصہ کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ واضح ثبوت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک وقت میں ایک ہی شخص خلافت کے منصب پر فائز ہوگا نہ کہ انجمنیں اور مجلسیں کیونکہ آیت میں لفظ کما نے اس مسئلہ کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ خلافت فردی اور شخصی ہے نہ کہ اجتماعی یعنی فرد واحد منصب خلافت پر فائز ہوگا نہ کہ ایک وقت میں ایک سے زائد افراد یا اجتماعی طور پر کوئی مجلس منصب خلافت پر فائز ہوگی جو متعدد افراد پر مشتمل ہو

آیت مشاورہ سے شخصی خلافت کا استدلال

اسی طرح آیت وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ ۔

(آل عمران رکوع ۱۷)

بھی اس اعتراض کا مسکت جواب پیش کرتی ہے اس آیت میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ اے نبی معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ لے لیا کرو۔ لیکن جب تو عزم اور ارادہ مصمم کر لے تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنے عزم و منشاء کے مطابق کام کیا کر۔

یہ آیت جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر ایک رحمت ہے اور جو اس پر عمل کر کے مشورہ سے کام کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو بلا مشورہ کام کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان واضح کرتا ہے کہ یہ آیت آپ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کے بعد بھی اس پر عمل درآمد جاری رہے گا۔ پس شَاوِرْ کے لفظ سے جس میں ایک آدمی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک وقت میں صرف ایک شخص ہی خلیفہ ہو گا اور وہ لوگوں سے مشورہ لینے کے بعد جو بات خدا تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے گا۔ اس پر عامل ہو گا۔

نبی کے بعد خلیفہ مخاطب ہے

اگر یہ کہا جائے۔ کہ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔ خلافت کہاں سے نکل آئی۔ تو یاد رہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر جب زکوٰۃ کے متعلق اعتراض ہوا تو وہ بھی اسی رنگ کا تھا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔ اب وہ رہے نہیں تو کسی کا حق نہیں کہ زکوٰۃ وصول کرے یعنی جسے زکوٰۃ لینے کا حکم دیا گیا تھا وہ فوت ہو گیا ہے اسلئے زکوٰۃ کی وصولی کا حکم بھی ساقط ہو گیا۔ اس موقع پر خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہی جواب دیا تھا کہ اب آپ کا خلیفہ اس حکم کا مخاطب ہے اور حضرت ابو بکرؓ کا یہ فیصلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کی وفات کے بعد ایسے احکام کا مخاطب خلیفہ ہی ہوتا ہے۔

پس آیت استخلاف کے لفظ کُمَا نے اور آیت مشاورۃ کے لفظ شَاوِرْهُمْ نے اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ خلافت کے منصب پر فائز ہونے والا ایک وقت میں صرف ایک ہی شخص ہو گا نہ کہ کوئی انجمن اور کوئی مجلس

خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت

علاوہ ازیں خدا تعالیٰ کا اپنا فعل بھی اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ امت مسلمہ میں خلافت شخصی ہے نہ کہ اجتماعی اور وہ اس طرح کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے شخصی خلافت کو قائم کر دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا منشاء آیت استخلاف سے یہ تھا کہ اجتماعی اور جمہوری خلافت قائم کی جائے گی تو ہمیں دیکھنا ہو گا کہ آیا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اجتماعی خلافت قائم ہوئی؟

لیکن واقعات بتا رہے ہیں کہ اجتماعی خلافت کی بجائے شخصی خلافت قائم ہوئی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی منشا تھا کہ شخصی خلافت قائم ہو اگر اس کا منشاء اجتماعی خلافت قائم کرنے کا ہوتا تو خدا کے اس ارادہ میں کون روک بن سکتا تھا اور کس کی مجال تھی کہ وہ اجتماعی خلافت کو قائم نہ ہونے دیتا لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کا اپنا منشاء بھی یہی تھا کہ شخصی خلافت کو قائم کیا جائے اسلئے اس نے اپنے فعل سے یعنی شخصی خلافت قائم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آیت استخلاف میں بیشک قوم سے خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن یہ وعدہ بعض افراد کے ذریعہ پورا ہو گا اور جو تائید ایزدی سے پورا ہوتا چلا گیا اور ہو رہا ہے۔

قوم سے وعدہ کرنے کی حکمت

یہاں یہ بتا دینا مناسب ہو گا کہ آیت استخلاف میں قوم سے وعدہ کرنا اور جمع کے صیغے استعمال کرنے میں دراصل کئی حکمتیں ہیں۔ اول اس طرح یہ بتانا مقصود ہے کہ خلافت ایک دو یا تین چار افراد پر ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ اس منصب پر بے شمار لوگ فائز کئے جائیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ دوم۔ یہ کہ اس وعدے کی روشنی میں جماعت مومنین کو ہر وقت اپنی ذمہ داری کا احساس رہے اور یہ بات ان کے ذہن نشین رہے کہ خلافت ایک انتخابی امر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور وحی خفی کے راہنمائی کی جاتی ہے قوم کو یہ برکت ورثہ کے طور پر نہیں مل سکتی اور نہ ہی یہ عہدہ اور منصب ایسے شخص کو مل سکتا ہے جس کے انتخاب میں جماعت مومنین کا ہاتھ نہ ہو۔ اسطرح دراصل اللہ تعالیٰ نے انتخاب کے مسئلہ پر خاص طور پر زور دیا اور بتایا کہ وہی شخص خلیفہ ہو سکتا ہے جس کی خلافت میں مومنوں کا دخل اور مشورہ شامل ہو اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہی حکمت ہے کہ خلافت موروثی نہ ہو جائے۔ پس آیت میں جمع کے صیغے اسلئے استعمال کئے گئے ہیں تاکہ یہ امر امت مسلمہ کے ذہن نشین رہے کہ خلافت کا وعدہ قومی ہے اور قوم یعنی جماعت مومنین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا خلیفہ بنا دیگا۔

(باقی)

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

حضرت ملک غلام فرید صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

محترم مرزا عبد الحق صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ پنجاب

ہمارے پیارے بھائی حضرت ملک غلام فرید صاحب مورخہ ۲۸/۱ کو بروز جمعہ بوقت ۵ بجے صبح لاہور میں ہم سے جدا ہو کر اپنے مولائے حقیقی کو جا ملے جس کے پاس ہم سب نے جانا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مرحوم بھائی کو بڑے بڑے درجات عطا فرمائے۔

ملک صاحب محترم خدا کے فضل سے ایک خاص شخصیت کے مالک تھے۔ ۱۹۱۷ء میں جب میں کالج گیا تو احمدیہ ہوسٹل میں رہائش اختیار کی جو دیال سنگھ کالج کے عقب میں تھا۔ ملک صاحب بھی اس ہوسٹل میں تھے اور غالباً فورتھ ایئر میں پڑھتے تھے۔ اپنی نیکی، ذہانت، دینی علم اور پر زور شخصیت کی وجہ سے بہت نمایاں تھے۔ ان سالوں میں احمدیہ ہوسٹل میں سارے طالبعلم ہی بہت قابل رشک اخلاق رکھتے تھے ہوسٹل کا ماحول بڑا پاکیزہ اور علمی تھا۔ درس قرآن وحدیث ہوتا تھا۔ نمازیں باقاعدہ باجماعت ادا ہوتی تھیں۔ ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم والد ماجد محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب جو عالمی شہرت کے سائنسدان ہیں، تھے جو نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے اور اس وقت خود بھی فورتھ ایئر میں زیر تعلیم تھے۔ سب طالب علم دینی رنگ میں ایسے رنگین تھے کہ ابھرتی جوانیوں کے باوجود لغویات سے کلی پرہیز رکھتے اور مولوی صوفی نظر آتے تھے ملک غلام فرید صاحب ان میں لیڈر کی حیثیت رکھتے تھے۔ سب میں یگانگت کا احساس ایسا تھا کہ ایک دوسرے کو بھائی کہتے۔ ملک صاحب اپنی بزرگی کی وجہ سے "بابا" کہلاتے تھے۔ ملک صاحب قرآن کریم کا خاص ذوق رکھتے تھے اور اسے خوش الحانی سے پڑھتے تھے ملک صاحب کی ان خوبیوں میں برادرم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم بھی ملک صاحب کے ہم پلہ تھے

ملک صاحب نے ایم۔ اے انگریزی میں کیا۔ اور خدمت دین کے لئے زندگی وقف کر دی۔ آپ کی قابلیت مسلم تھی اور اگر چاہتے تو اس وقت پروفیسری یا اور اچھی ملازمت مل سکتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی خدمت سے نوازنا تھا اور یہ اس کا فضل تھا۔ اس وقت سے لیکر آخر عمر تک ملک صاحب نے نہایت وفاداری اور جانفشانی کے ساتھ اپنا عہد نبھایا! اللہ تعالیٰ ان کی ساری خدمات کو قبول فرمائے۔ آپ جرمنی اور انگلستان میں مبلغ بھی رہے۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر بھی رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پرائیویٹ سیکرٹری اور قائمقام ناظر تعلیم کے طور پر بھی کام کیا لیکن سب سے بڑی خدمت آپ نے خدا کے فضل سے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ اور تفسیر کے کام میں سرانجام دی جو آپ نے پہلے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر کیا اور ان بزرگوں کی وفات کے بعد اپنے طور پر کیا۔ یہ ترجمہ اور تفسیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ترجمہ اور تفسیر سے انگریزی میں کئے گئے تھے اور نہایت عمدہ زبان میں ہیں۔ اپنی عمر کے آخری سالوں میں آپ نے اس کا خلاصہ بھی ایک جلد میں کر دیا تھا تاکہ اس کی افادیت زیادہ عام ہو سکے۔ یہ کام آپ نے ایسی محنت اور جانفشانی سے کیا کہ دن رات ایک کر دئے کبھی اپنے آرام کا خیال نہ کیا۔ ہر وقت ترجمہ کے لئے کتابوں میں گھرے رہتے خاکسار کے ساتھ ملاقات میں بھی ہمیشہ اس خواہش کا بڑی شدت سے اظہار کرتے کہ یہ کام ان کی زندگی میں مکمل ہو جائے۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو پورا کر دیا

احمدیت اور سلسلہ کے لئے آپ بڑی غیرت رکھتے تھے۔ ضروری موقعہ پر کبھی خاموش نہ رہتے اور نہایت جوش کے ساتھ غیرت کا اظہار کرتے۔ پریس میں ہمارے خلاف بالعموم جھوٹا پراپیگنڈا آتا تو بعض دفعہ ان سے مل کر اس کی تردید کرتے اور صحیح بات بتاتے اگرچہ ایسے پریس والوں کی نیت ہی اچھی نہ ہونے کی وجہ سے اس کا فائدہ کم ہوتا۔ ایک دفعہ جب ہمارے خلاف بعض اخبارات میں یہ سلسلہ شروع ہوا کہ گویا ہم نے قرآن کریم کی آیات کو بھی نعوذ باللہ بدل کر تحریف شدہ قرآن کریم شائع کئے ہوئے ہیں تو ملک صاحب بعض معزز غیر از جماعت دوستوں کو گھر لے آئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور انہیں سلسلہ کی طرف سے چھپے ہوئے قرآن کریم دکھلائے کہ یہ کیسا ظلم ہمارے خلاف روا رکھا جا رہا ہے۔

احمدیت اور سلسلہ کے ساتھ آپ کی محبت ہر پہلو سے عیاں ہوتی تھی۔ ۱۹۳۶ء میں اسمبلی کی ممبری کے لئے حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے فہرست رائے دہندگان میں ہمارے کارکنان نے بھی دلچسپی لی۔ اس زمانہ میں فارم میں ایک خانہ رائے دہندہ کی "قومیت" کا بھی ہوتا تھا۔ ایک کارکن اس فارم کی خانہ پُری کے لئے ملک صاحب کے پاس گئے تو ملک صاحب نے اس خانہ میں "احمدی" لکھنے کے لئے کہا۔ چیک کرنے والوں نے اس پر اعتراض کیا اور اس کارکن کو دوبارہ ملک صاحب کے پاس بھیجا کہ قومیت دریافت کرے۔ ملک صاحب نے پھر وہی جواب دیا اور کہا کہ میں نے ٹھیک لکھوایا ہے تیسری دفعہ اس کارکن کو پھر آنا پڑا تو ملک صاحب نے فرمایا کہ ہیں تو وہ ککے زئی لیکن اور کوئی قوم بھی قوم ہے۔ اصل قوم تو "احمدیت" ہے۔ یہ کیسے جذبے کی بات تھی۔

ملک صاحب دنیوی خیالات اور باتوں سے بالکل فارغ تھے۔ خالص دین کے لئے تھے۔ طبیعت کے بہت سادے لیکن بہت ذہین۔ تکلف اور بناوٹ کو ناپسند کرتے۔ صاف گو، مداہنت سے کوسوں دور۔ بہت بزرگ اور عبادت گزار ایک رنگ میں ساری زندگی ہی عبادت تھی۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی اور اس کا احترام۔ طبیعت میں بعض لحاظ سے آزادی کے۔ باوجود نظام سلسلہ کی پابندی۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں کا مالک بنایا تھا۔

خاکسار کے ساتھ بڑے دراز تعلقات ہوسٹل کے زمانہ سے شروع ہوئے اور ساری عمر رہے اور ترقی پاتے رہے۔ ہم مل کر بیٹھتے تو خوب دینی باتیں ہوتیں۔ گزری ہوئی باتیں یاد آتیں۔ بزرگوں کے واقعات دہرائے جاتے۔ ملاقات ہمیشہ ہی بڑی پُرتپاک ہوتی گویا دو بچھڑے ہوئے بھائی ملے ہیں۔ اس دلی اور للّٰہی تعلق کی وجہ سے خاکسار کے متعلق کئی دفعہ مبشر خوابیں بھی دیکھتے اور اپنے خطوں میں بڑی احتیاط اور تفصیل سے لکھتے۔

ایک دفعہ لکھا "نسیان کی وجہ سے ان دنوں کوئی خواب آئے تو بھول جاتی ہے مگر آپ کے متعلق کبھی خواب نہیں بھولی"۔ اسی طرح سے ایک مرتبہ لکھا۔ "یہ عجیب بات ہے کہ میں بار بار آپ کے متعلق خواب دیکھتا ہوں اور میرے بچپن کے ایک دوست بار بار میرے متعلق مبشر خوابیں دیکھتے ہیں اور ہر مرتبہ وہ میرے متعلق قرآن کریم کے ساتھ میرے تعلق کے بارہ میں ہی خواب دیکھتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ آپ پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل کرے اور آپ کی اولاد میں وہی روح پھونکے جو آپ میں کام کر رہی تھی۔ اور وہ اسی طرح اسلام کے خادم بنیں جس طرح ان کے والد مرحوم تھے۔ اللّٰھم آمین ؎

زعماء کرام مجالس انصار اللہ!

جیسا کہ احباب کرام کو معلوم ہے کہ انصار اللہ کا مالی سال یکم جنوری سے شروع ہو چکا ہے۔ نئے سال کا پروگرام اس طرح شروع کیا جائے کہ ماہ بماہ بجٹ کے مطابق تدریجی وصولی کا اہتمام کیا جائے تا سال ختم ہونے سے پہلے پہلے بجٹ کی سو فیصد ادائیگی ہو جائے۔ یہ کم از کم معیار ہے جس کے نتیجہ میں کوئی مجلس بھی بقایا دار نہیں رہے گی۔

علاوہ ازیں السابقون الاوّلون کا طریق ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اپنے بجٹ کی سو فیصد ادائیگی فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث ہوں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

بازیافتہ اشیاء

۹ دسمبر ۱۹۷۶ء کو لائل پور اسٹیشن سے ایک اٹیچی کیس ملا تھا۔ اٹیچی کیس کا رنگ سیاہ ہے۔ اس میں کپڑے ہیں جو کوٹ، پتلون، قمیص وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ جس صاحب کے ہوں وہ نشانی بتا کر چوہدری محمد ابراہیم نمبردار کوٹ مومن ضلع سرگودھا سے وصول کر لے۔

(صدر جماعت احمدیہ کوٹ مومن ضلع سرگودھا)

خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کا سالانہ اجلاس

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کا سالانہ تربیتی اجلاس عام اتوار مورخہ ۶ فروری ۱۹۷۷ء صبح ½۹ بجے تا ½۱۲ بجے دن بمقام مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور میں زیر صدارت محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حسب ذیل بزرگ مرکز سلسلہ سے تشریف لا کر خطاب فرمائیں گے:۔

۱۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ "تبلیغ کی اہمیت اور اس کے طریق"
۲۔ " " مولوی دوست محمد صاحب شاہد۔ "احمدیت کا شاندار مستقبل"

تمام اطفال اور خدام کثرت سے شریک ہو کر فائدہ اٹھائیں۔ حاضری میں اوّل آنے والی مجلس کو خاص انعام دیا جائے گا۔

انصار اور مستورات سے بھی شرکت کی درخواست ہے۔

(معتمد ضلع لاہور)

اعلان دارالقضاء

محترمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ فضل محمد صاحب محلہ دارالیمن غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم حاجی برکت علی صاحب وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم کا درج ذیل ترکہ ثابت شدہ ہے۔ (۱) قطعہ ۲۱/۱۲ واقع محلہ دارالیمن میں سے ۱۰ مرلہ۔ (۲) مکان ۱۲/۴ گلی ۱۲ واقع دھرمپورہ لاہور۔ (۳) دوکان ۱۸۵/۱ واقع میو روڈ لاہور (۴) ایک پلاٹ واقع بلے والی ضلع گوجرانوالہ۔ میرے علاوہ مرحوم کے درج ذیل وارثان بھی ہیں۔ (۱) چوہدری محمد صدیق صاحب فورمین مکان ۶/۱ نئی بستی نزد سرائے عطا محمد پل نہر دھرمپورہ لاہور۔ (۲) محمد رفیق صاحب مروس شوز ایجنسی دھرمپورہ لاہور (۳) محمد سلیم صاحب منور اے۔ڈی۔اے آفس راولپنڈی (۴) ناصر احمد صاحب لائن سپرنٹنڈنٹ واپڈا چشتیاں۔ (۵) غلام فاطمہ معرفت محمد اسلم صاحب سابن کلاتھ مرچنٹ تاندلیانوالہ ضلع لائل پور۔ (۶) رفیقہ بیگم صاحبہ گلی ۲ مکان ۲۲/۱ سکیم ۱ دھرمپورہ لاہور۔ (۷) صدیقہ بیگم صاحبہ معرفت الحاج عبدالسلام صاحب جسونت بلڈنگ لاہور۔

استدعا ہے کہ ترکہ مذکورہ بالا مرحوم کے تمام وارثان میں بحصص شرعیہ منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیں۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دارالقضاء۔ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ محترم خان ثناء اللہ خان صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب سلسلہ سے ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (میاں غلام احمد سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار لائل پور)

۲۔ خاکسار کی اہلیہ عرصہ آٹھ ماہ تک بیمار رہی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب کافی افاقہ ہے احباب جماعت کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں (فیروز الدین امرتسری انسپکٹر تحریک جدید مردان)

۳۔ میرے والد مکرم محمد حمید احمد صاحب ذیابیطس کے پرانے مریض ہیں۔ ان دنوں جناح ہسپتال کراچی میں زیر علاج ہیں۔ احباب کرام سے ان کی کامل و عاجل صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔ (طارق سلیم احمد۔ النور سوسائٹی۔ کراچی ۳۸)

۴۔ خاکسار کے بیٹے عزیزم اعجاز احمد (عمر سات سال) کا سینہ اور پیٹ کا اوپر کا حصہ آگ سے بری طرح جھلس گیا ہے۔ علاج معالجہ کے باوجود ابھی تک زخم مندمل نہیں ہوئے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد شفا عطا فرمائے اور ہماری پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین

(محمد خان اشرف معلم وقف جدید جماعت احمدیہ ادرحمال ضلع سرگودھا)

دانتوں کی حفاظت کا رسالہ
۲۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو)
ربوہ فون ۹۰۶

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا پورا پتہ صاف لکھئے اور اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

کے

آخری علالت اور وفات کے مختصر حالات

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی المناک وفات کی اطلاع احباب ۲۲ر جنوری کے الفضل میں پڑھ چکے ہیں۔ مرحوم کی آخری علالت اور وفات کے حالات پر مشتمل جو خبر معاصر عزیز ہفت روزہ "بدر" قادیان کے ایک خاص ضمیمہ میں شائع ہوئی ہے وہ احباب کی اطلاع کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے:۔

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان اچانک دل کا شدید دَورہ پڑنے کے نتیجہ میں مورخہ ۲۰/۲۱ جنوری کی درمیانی رات پونے دو بجے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مولوی صاحب ممدوح کی یہ آخری علالت ۱۷ر جنوری سے شروع ہوئی جبکہ صبح فجر کے وقت بائیں شانہ میں درد محسوس ہوا جو نیچے کمر تک جاتا۔ اس پر فوری طبی امداد بہم پہنچائی گئی جس سے افاقہ معلوم ہوا۔ اور بلڈ پریشر جو اُس وقت بہت زیادہ ہو چکا تھا وہ بھی کم ہو گیا۔ سارا دن اور اگلی رات حالت پُرسکون رہی لیکن ۱۸/۱۹ جنوری کی درمیانی رات قریباً سوا نو بجے آپ کو زیادہ تکلیف محسوس ہوئی۔ چنانچہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی موجودگی اور حکم سے مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر، مکرم حکیم بدرالدین صاحب عامل کے علاوہ مکرم ڈاکٹر کیدارناتھ صاحب کو بھی بُلایا گیا جنہوں نے آپ کا بغور معائنہ کر کے بتایا کہ دل کا شدید دَورہ (SEVERE HEART ATTACK) ہوا ہے۔ چنانچہ مناسب ادویہ تجویز کیں جو اُسی وقت شروع کر دی گئیں۔ اس سے رات کو نیند آ گئی اور اگلا روز بھی آرام سے گزرا۔

حضرت مولانا صاحب کی اچانک تشویشناک علالت کے پیشِ نظر مقامی ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ امرتسر کے ہارٹ سپیشلسٹ سے مشورہ و راہنمائی حاصل کی جانی ضروری ہے۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ صاحب نے اسی وقت کار پر امرتسر آدمی بھجوائے جنہوں نے ڈاکٹر ملہوترہ صاحب کو تمام کیفیت سُنائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے اسسٹنٹ ڈاکٹر اروڑہ صاحب کو E.C.G. آلہ دے کر قادیان بھیجا۔ E.C.G. لینے پر ہارٹ میں انفیکشن ثابت ہوئی چنانچہ تجویز کردہ ادویہ میں بعض مزید ادویہ کا اضافہ کیا گیا ۱۹/۲۰ جنوری کی درمیانی رات نیند نہیں آئی اور بے چینی میں رات گزری۔ ۲۰ر جنوری کا سارا دن غنودگی رہی اور حالت بتدریج نازک اور تشویشناک بنتی گئی۔ ۲۰ر جنوری قبل دوپہر سے جناب ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب ایم۔بی۔ایس (جن کا رشتہ حال ہی میں شاہجہانپور ہوا ہے اور اس طرح انہیں حضرت مولوی صاحب سے قرابت داری بھی ہے) نے نہایت ذمہ داری اور توجہ سے آپ کی دیکھ بھال کی۔ رات کو حضرت مولوی صاحبؓ مرحوم کو ہچکی بھی شروع ہو گئی اور آخر میں خون کی قے آئی اور پونے دو بجے آپ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اپنے حقیقی مولا کے حضور جا پہنچی۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا صاحب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کے والدین قادیان ہی کے قریب واقع موضع فیض اللہ چک کے رہنے والے تھے۔ آپ کے ماموں (اور خسر) حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے خادم اور صحابی تھے جنہیں حضورؑ کی خدمت میں بکثرت حاضر ہونے کا شرف حاصل رہا۔ حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ کی ہدایت پر ہی حضرت مولوی صاحب مرحوم نوعمری میں قادیان بغرض حصولِ تعلیم آئے اور تحصیلِ علم کے بعد اسی مقدس مقام کو اپنی مستقل رہائش گاہ بنا لیا۔

آپؓ کو سلسلہ کی بے شمار خدمات کا موقع ملا۔ ملکی تقسیم سے قبل آپ مدرسہ احمدیہ میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کرنے کے ساتھ ساتھ قاضی سلسلہ، ناظم دارالقضاء، جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ اور ناظم سپلائی اجتماع جلسہ سالانہ کے اہم فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ملکی تقسیم کے وقت آپ نے قادیان میں ٹھہرے رہنے کو ترجیح دی۔ آپ کو قادیان میں امیر مقامی اور پھر ناظر اعلیٰ کے اہم عہدوں پر فائز کیا گیا جن کو آپ نے آخری وقت تک نہایت درجہ خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے پورے احساس کے ساتھ سرانجام دیا۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ پُرانے بزرگ عالم ہونے کے سبب سلسلہ کے سبھی علماء اور مبلغین کے آپ اُستاد تھے۔ علمِ فقہ اور میراث میں مستند عالم مانے جاتے تھے۔ انتظامی امور میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علاقہ میں غیر مسلموں کے ساتھ آپ کے گہرے ذاتی مراسم تھے۔ قادیان کی میونسپل کمیٹی کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ ملکی تقسیم کے بعد آپ ایک عرصہ تک بطور پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی بھی کام کرتے رہے۔ تمام غیر مسلم ممبرانِ کمیٹی آپ کی قیادت پر ہمیشہ ہی مطمئن رہے۔

قریباً عرصہ چھ سال کے وقفہ کے بعد مرحوم مولوی صاحبؓ کو (حال ہی میں) ربوہ جانے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کو ربوہ میں فلو کا عارضہ ہو گیا اور بتایا کہ "اُس وقت مجھے خیال گزرا کہ ساری عمر تو قادیان میں رہا ہوں، ایسا نہ ہو آخری وقت قادیان سے باہر آ جائے اس لئے جلد قادیان آ گیا"۔ اِس سے حضرت مولوی صاحبؓ کی قادیان سے دلی محبت اور تعلق پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے بھی آپ کی اس خواہش کو پورا کیا اور آپ کی زندگی کے آخری لمحات بھی قادیان ہی میں اپنے مقدس آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مولد و مدفن میں گزرے اور اپنی آخری آرام گاہ بھی اسی جگہ پائی۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ۔

حضرت مولانا صاحبؓ نے اپنے پیچھے تین لڑکے اور دو لڑکیاں اور ایک بیوہ اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے عزیز مکرم مولوی سعادت احمد خان صاحب نے گزشتہ سال ہی مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہو کر مولوی فاضل پاس کیا ہے اور اب تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور معلم کام کرتے ہیں جبکہ دوسرا بیٹا عزیز ارادت احمد خان پری میڈیکل میں بٹالہ تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو، اپنے بزرگ باپ کے حقیقی جانشین بننے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نیک نمونہ پر عمل کرتے چلے جانے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

(ضمیمہ "بدر" قادیان ۲۰ر جنوری ۱۹۷۷ء)

دُعائے مغفرت

+ محترم چوہدری محمد دین صاحب (پٹواری ریٹائرڈ) محلہ دارالیمن ربوہ ایک ماہ کی علالت کے بعد ۱۱ر جنوری ۱۹۷۷ء کو تقریباً ساڑھے تین بجے شام وفات پا گئے۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔ جنازہ اگلے روز بعد نماز عصر احاطہ مسجد المہدی میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے پڑھایا۔ اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فدائی، صاف گو اور ہر قسم کے شرک و بدعت سے بیزار، تبلیغ کا خاص ملکہ اور شوق رکھتے تھے۔ سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے۔ روزنامہ الفضل جب تک پڑھ نہ لیتے چین نہیں پاتے تھے۔

احبابِ جماعت ان کی بلندئ درجات اور ان کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ (ڈاکٹر نذیر احمد۔ دارالیمن ربوہ)

۲۔ ہماری جماعت کی ایک معمر خاتون بیوی بیگم صاحبہ بیوہ غلام محمد صاحب ۱۲ر جنوری ۱۹۷۷ء وفات پا گئی ہیں۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہت مخلص، دعا گو اور احمدیت کی فدائی تھیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے قرب میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(عبدالحمید مبشر۔ خلیل آباد کالونی۔ آزاد کشمیر)

اعلانِ نکاح

میری بیٹی عزیزہ محمودہ کلثوم کا نکاح مورخہ ۱۲/۱/۷۷ء کو ہمراہ عزیزم اشفاق احمد قریشی خلف الرشید برادرم مشتاق احمد قریشی صاحب آف کراچی سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم برکت اللہ محمود صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے پڑھا۔

اُسی روز احبابِ جماعت نے بچی کو اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ بزرگانِ سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کیلئے بابرکت اور بہتر ثمرات حسنہ کرے۔

(محمد منظور احمد خان آیا ۳۹ بخواجہ کالونی ملتان)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴